اِس خلا کو دو طرح کی قوتیں بھر سکتی ہیں :
ا- کوئی بیرونی قوت (اور اس وقت کئی بیرونی قوتیں کمین گاہوں میں بیٹھی میزائیلوں کو نشانوں پر فِٹ کیے ہوئے ہیں)۔
۲- اندرونی قوت (جسے آپ مارشل لا کہتے ہیں)۔
مارشل لا کو گالیاں دیں، اس کے خلاف نفرت پھیلائیں، اسے زنجیروں میں باندھ دیں۔ مگر آپ کسی بیرونی قوت کو کیسے باندھ کے رکھیں گے۔
میں ہرگز نہیں چاہتا اور ہرگز نہیں کہتا کہ مارشل لا کی بات دماغ سے قریب تک ہو کے گذرے۔ تباہ ہونا منظور ہے، مگر مارشل لا منظور نہیں۔
سوال صرف یہ ہے کہ پھر وہ خلا کیا نتیجہ پیدا کرے گا جو آپ کی حکیمانہ پالیسیوں کی وجہ سے روز بروز وسیع ہو رہا ہے۔
کوئی تیسری قوت آپ تجویز فرمائیں!

---

(۲)

ستمبر پھر آ گیا۔ یہ ہماری تاریخ کا ایک اہم مہینہ ہے، خصوصاً اس کے ۱۷ دن۔ جہاد کے دن[1]!
بھارتی جارحیت پسندوں سے ہمارا سپاہی جس جذبۂ ایمانی، ذوقِ جہاد اور شوقِ شہادت کے ساتھ لڑا۔ ان کی برکت سے ہماری مِلّی تاریخ کے نہایت درخشاں ابواب فضا میں قدرت نے سنہری حروف میں لکھے اور ان کی جھلملاہٹ پوری دنیا میں پاکستان کی اور ہماری چکاچوند پیدا کر رہی ہے۔

---

[1] ماہِ ستمبر اس لحاظ سے بھی "ستم بر" اور ستم گر بن کے آتا ہے کہ ہم سے مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اور آپا حمیدہ بیگم کی جدائی بھی اِسی ماہ میں ہوئی تھی۔ یہ ہستیاں بھی تا دمِ آخر خدائی مشن کی راہ میں کام کرتے ہوئے جب ختم ہوئیں تو یقیناً انہیں بھی شہادت ہی کے مقام پر سرفراز کیا گیا ہوگا۔

زخمیوں کی قطاریں، شہیدوں کی خون میں ڈوبی میتیں لیے مسرت و تفاخر کے عَلم فاتحانہ شان سے لہراتی نگاہوں کے سامنے سے گذر رہی ہیں۔ ہمارے سارے اسلحہ، ہمارے سارے سامانوں، ہمارے دولت کے انباروں اور ہمارے عُہدوں کی کرسیوں سے شہدا کا مرتبہ بلند ہے۔ اور فدائیانِ اسلام اور محبانِ پاکستان میں سے شہدا کی جو صفِ جاودانی آگے نکلی ہے وہ ہمارے لیے سرمایۂ فخر ہے۔

لوگوں کو چاہے اختلاف ہو، راقم کی نگاہ میں ذاتی شرافت کے لحاظ سے اسلامی زندگی رکھنے والا، اسلام کے بعض اُصولوں، روایتوں اور اداروں کو زندہ کرنے والا، جہادِ افغانستان کے جنرل عبدالرحمٰن کے آگے آگے رہ کر نہایت بدطینت طاقتوں کی اسلام دشمن ڈپلومیسی کے خلاف جنگِ مسلسل لڑنے والا، حرمین کی نورانی فضاؤں سے دل کی روشنی حاصل کرنے والا اور ۱۷ اگست کو دفاعِ پاکستان کی خاطر جدید بھاری اسلحہ جہاد کے معائنے کے سفر میں جان جانِ آفرین کو سپرد کرنے والا جنرل محمد ضیاء الحق نہایت بدیہی طور پر شہید ہے (جو نہ ماننا چاہے، نہ مانے، یہ کوئی زبردستی کا معاملہ نہیں)۔

شہید جنرل کے قافلۂ فضائی کے تمام مُسلم شرکا بھی سفرِ شہادت میں اُن کے ہم سفر ہیں۔ مجھے خاص طور پر سازش کے نشانہ اولین مشہود پائلٹ کا بڑا اخیال آتا ہے۔

ان تمام شہیدوں کی یاد کو سرمایۂ عزم بنا کر ہم اپنے فوجی غازیوں کے ماٹو "ایمان تقوٰی جہاد" کی روشنی میں یقین رکھتے ہیں کہ وہ بہ توفیقِ ایزدی پاکستان کو بدطینت اور سیاہ رُو عفریتی طاقتوں کے منصوبہ ہائے بد سے محفوظ رکھنے کا حق ادا کر دیں۔ ہم سب ایمن میں بھی ان کے ساتھ ہیں اور کل کوئی اور آزمائش آئی (خدا نہ کرے) تو اسلام کے لیے وقف شدہ سرزمین کے ہر ذرّے کی حفاظت کے لیے جان، مال، نقدی، خون اور دعاؤں سے ان کے پہلو بہ پہلو ہوں گے۔